Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum.e.Islamia/index
ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
E-Mail: muloomi@iub.edu.pk Vol.No: 30,Issue:01 .(January-July) 2023
Published by:Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

بدھ مت کا تاریخی پس منظر اور مذہبی و اخلاقی تعلیمات: ایک تجزیاتی مطالعہ

Historical Background of Buddhism and Religious and Moral Teachings: An Analytical Study

Abbas Ali Raza*
Senior Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University:
abbasaliraza@lgu.edu.pk
Dr. Hafiz Faiz Rasool**
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies, University of Mianwali:
drhfrasool@gmail.com
Hafiz Muhammad Masood Ahmad***
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University:
hmmasood7@gmail.com

Buddhism is one of the oldest and widely practiced religions in modern times. Traces of the beginnings of Buddhism date back to the fifth century BC. Buddhism originated in northeastern India and spread to Central Asia and Southeast Asia. There was a time when this religion was spread all over Asia. Buddhism is a religion and philosophy which encompasses various traditions, beliefs and practices, most of which are attributed to Siddhartha Gautama Buddha. It is generally believed that they deny the doctrine of God, soul, angels, resurrection and resurrection after death. In Vedic Dharma, the soul is considered to be *Kawasali*, eternal and unchanging, and God is considered to be omnipotent, so Gautama Buddha was against these ideas. Unlike Christianity, Judaism and other major religions, Buddhism denies the reality of the human soul. There is confusion in the belief. Therefore, in Buddhism, there are two opinions about the belief in the soul. For this reason, one of the duties of Buddhists is to abstain from the idea of the soul. During its expansion, it (Buddhism) underwent major changes, and at times, fundamental changes took place. This is an analytical study and data consists of books, articles and online sources. Since there are different sects in Buddhism, such as Theravada, Mahayana and Vajrayana. As Buddhism became divided into sects, so did the teachings of the *Qadras*. For this reason, the Sutras of each sect consist of countless volumes, although their authorship is many centuries later, they are still recognized as the words of Gautama Buddha. Thus, Buddhism as a whole is actually a family of religions rather than a single religion. In practice, it has made its way

through reconciliation with local religions and beliefs. At present, the number of Buddhists around the world is close to 535 million. Sindh was ruled by Buddhists in the 7th century AD, but today there are only a handful of Buddhists left in Sindh. The ancient history of Buddhism is scattered in Pakistan, and by preserving it, Pakistan can become an attractive country for Buddhist tourists from all over the world.

Keywords: Buddhism, History, Religious Teachings, Moral Teachings, Siddhartha Gautama Buddha, World Religions, Non-Belief on Resurrection.

تعارف

دنیا کے کئی ممالک میں چھٹی صدی قبل مسیح بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یونان میں پارمی نامی ڈس اورایمپی ڈوکلس، چین میں لاؤ توزاور کنفیوشس، جبکہ ہندوستان میں گوتم بدھ اور مہاویر کی پیدائش اسی صدی میں ہوئی، بدھ مت سے قبل ہندوستان میں ہندومت اپنے عروج پر تھا اور برہمنوں کا دور تھا۔ بدھ مت کسی نئے خود ساختہ مذہب کی طرح نہیں شروع ہوا، وہ قدیم تر ہندو عقائد ہی کی ایک شاخ تھا، بلکہ ایک اختلافی یا باغی فرقہ کہا جا سکتا تھا۔ گوتم بدھ ہندو مت کی بنیادی اخلاقیات اور مابعد الطبیعات سے متفق تھے اگرچہ انہوں نے اس زمانے کے رواجوں کے خلاف احتجاج کیا اور ویدوں میں درج مذہبی رسومات ماننے سے انکار کر دیا، جب ان سے یہ رسومات انجام دینے کو کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا! تم کہتے ہو کہ میں دھرم کی خاطر وہ یگیہ کروں جو میرے خاندان میں ہوتا آیا ہے اور جس سے مرادیں بر آتی ہیں لیکن میں قربانیوں کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ مجھے اس خوشی سے کوئی خوشی نہیں ہوتی جو دوسروں کو تکلیف دے کر حاصل کی جائے۔[1]

لہٰذا بدھ مت سے قبل ہندوستان میں ذات پات کی تقسیم، معاشرتی ناانصافیاں اور بت پرستی اپنے عروج پر تھی، گو کہ زندگی کا ہر شعبہ فساد و بگاڑ کا شکار ہو چکا تھا اور پورا معاشرہ چار ذاتوں میں تقسیم ہو چکا تھا، سب سے بلند درجہ برہمن ذات کا تھا، اس کے بعد کھشتری، ویش اور سب سے نچلا درجہ شودر کا تھا، جب ہندو مذہب ہر قسم کی معاشرتی و اخلاقی برائیوں کا مرقع بن چکا تھا تو ان مشکل حالات کے تقاضوں کے مطابق گوتم بدھ کی پیدائش ہوئی اور بدھ مت وجود میں آیا۔

بدھ مت کے بانی کا نام:

بقول محمد اسمٰعیل ہاتف بھوپالی:

"بدھ مت کے بانی سدھارتھ ہیں، گوتم ان کا خاندانی نام ہے اور بدھ وہ مرتبہ جو انہیں آئندہ چل کر حاصل ہوا۔ بدھ کے معنی ہیں بیدار، روشن ضمیر یا عارف۔ شاکیہ منی انکا لقب ہے۔"[2]

لفظ بدھ اسم معرفہ نہیں، مثل لفظ مسیحا یا کرائیسٹ کے جو یسوع کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ ایک لقب ہے جس کے معنی بیدار اور روشن ضمیر کے ہیں "۔[3] بقول علامہ دلبر حسن نقشبندی:

"بدھ مت مذہب کے بانی" گوتم بدھ" جن کا اصلی نام "ساکھیا منی" تھا (اس معاملے میں بہت اختلاف ہے کہ ان کا اصل نام "گوتم" تھا یا "سدھارتا" یا "ساکھیا منی" مگر موجودہ تحقیق ان کا نام گوتم بتاتی ہے)۔"[4]

مندرجہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ بدھ مت کے بانی کا اصل نام "سدھارتھا" تھا اور وہ گوتم بدھ کے نام سے مشہور ہوئے۔

لفظ "بدھا" کا مطلب

اس سلسلے میں "انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا" کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

"Buddha, meaning "awakened" or' enlightened one" is a title, not a proper name."[5]

ترجمہ: اصطلاح میں بدھا کا لفظی مطلب ہے "جو بیدار ہو چکا ہو" یا "جو روشن خیال ہو" یہ ایک خاص (مستقل) نام نہیں ہے بلکہ ایک خطاب ہے۔

گوتم بدھ سے متعلق کی گئی پیشگوئی

گوتم بدھ کی پیدائش کے پانچویں روزان سے متعلق ایک پیشن گوئی کی گئی، جسے بیان کرتے ہوئے منشی احمد الدین لکھتے ہیں:

"نام کرن کی مبارک رسم کی تقریب پر آٹھ جوتشی اور خواہشات کو قابو رکھنے والے رام دھوج، لکھشمن، منترن، کونڈانیہ، بھوج، سوڈام اور سودت براہمن بلائے گئے۔ان میں سے سات شخصوں نے بچے کے ہر ایک ہاتھ کی ایک ایک انگلی اٹھاکر کہاکہ جس کی انگلیوں پر یہ عجیب وغریب علامات پائی جاتی ہیں جو اس بچے میں ہیں، اگر وہ گرہ اشرمی، (گرہستی) ہو تو چکرورتی راجہ ہو گا اور سیناس پر آشرم اختیار کرے تو بدھ ہو گا۔ان برہمنوں میں سے کونڈانیہ رشی نے جو سب سے چھوٹا تھا بچے کے ہاتھ کی ایک انگلی اٹھاکر کہا: یہ لڑکا کبھی گھر میں نہیں رہے گا، میں وثوق سے کہتاہوں کہ بچہ بدھ ہو گا اور دنیا کا پاپ اور جہالت (اگیان) دور کریگا"۔[6]

نام کرن کی رسم کے موقع پر کونڈانیہ نے جو پیشن گوئی کی وہ سچ ثابت ہوئی اور بچہ گوتم بدھ کے نام سے مشہور ہوا۔

تاریخ پیدائش

گوتم بدھ کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔بقول منمتھ ناتھ دت:

"عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباپانسوبرس پہلے بدھ مہاراج نے شہر کپل وستو میں ظہور فرمایا"۔[7]

جبکہ بقول مسٹر سٹراس:

"بدھ قریب ۵۶۰ سال قبل مسیح پیدا ہوا تھا"۔[8]

سید اظہر اقبال ہاشمی اس سلسلے میں رقمطراز ہیں:

" بدھ مت کا بانی مہاتما گوتم بدھ تقریبا ۵۶۰ قبل مسیح نیپال کے جنوب میں کپل وستو نامی پہاڑی ریاست میں پیدا ہوئے۔" [9]

مندرجہ بالا روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات پر اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ گوتم بدھ کی پیدائش چھٹی صدی قبل مسیح میں ہوئی۔

اوائل عمری کے حالات

گوتم بدھ کا تعلق چونکہ ایک شاہی خاندان سے تھا اس لیے ان کی ابتدائی زندگی شہزادوں کی طرح گزری اور ان کی پرورش شاہی انداز سے ہوئی جس کا تذکرہ ان کی کتب میں ملتا ہے۔[10] اس زمانے میں شہزادوں کی پرورش عالی شان انداز سے ہوتی تھی، ایسی فضاء میں پرورش پاتے ہوئے مناسب عمر میں ان کی شادی ایک شریف گھرانے میں کی گئی:

"He married at the age of 16 and lived in luxury and comfort" [11]

ترجمہ: گوتم بدھ نے 16 برس کی عمر میں شادی کی اور ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگے۔

انیتس برس کی عمر میں گوتم بدھ کی زندگی میں کچھ ایسے واقعات وقوع پذیر ہوئے جنہوں نے گوتم بدھ کے خیالات کو یکسر بدل دیا۔ اس سلسلے میں پنڈت رادھاکرشنن کا بیان ہے کہ گوتم بدھ نے ایک ایسے فقیر کو دیکھا جو تارک الدنیا تھا۔وہ اس قدر مطمئن تھا گویا اس کے چہرے سے خوشی اور اطمینان کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں:

"The sight of the Holy man healthy in body, Cheerful in mind, without any of the comforts of life, Impressed the Buddha strongly with the Conviction that the pursuit of religion was the only goal worthy of man"[12]

ترجمہ: اس مقدس آدمی کے دیدار نے جو باوجود زندگی کی ہر قسم کی لذت سے محروم رہنے کے جسمانی حیثیت سے مضبوط اور قلبی اعتبار سے مسرور وشاداں تھا، گوتم بدھ کو بے حد متاثر کیا اور اس کے دل میں یہ اذعان پیدا ہو گیا کہ انسان کی شایانِ شان منزل مقصود مذہب (حق گوئی وصداقت پر مبنی اصولوں) کی تلاش ہے۔[13]

ان مشاہدات نے گوتم بدھ کو بہت متاثر کیا اور اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ بھی ایسی کیفیات سے دوچار ہو سکتا ہے جن سے کوئی راہِ فرار نہیں:

"ان مشاہدات نے شہزادے کی زندگی میں گہری غور وفکر اور ایک داخلی کشمکش بیدار کر دی" [14]

چنانچہ گھر بار چھوڑ کر گوتم بدھ نے روحانی تشنگی کو مٹانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے اور راج گڑھی پہنچ گئے:

" راج گڑھی مگدھ کی سلطنت کا دارالخلافہ تھا اور دلکش وادی میں پانچ پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ ان پہاڑوں کی غاروں میں چند مشہور درویش رہتے تھے۔ گوتم ان کے پاس گیا، ایک الترنامی فقیر کے مرید ہوگئے، جب اس فقیر کی صحبت سے تسکینِ قلب کی دولت میسر نہ آئی تو ایک عابد وزاہد فقیر ادرک نامی کی طرف گیا۔ ان دونوں درویشوں نے ہندو مذہب کا فلسفہ سکھایا۔ اس کے بعد گوتم نے نفس کشی کے لئے چلوں اور ریاضتوں کا قصد کیا۔ ازویل کے جنگل میں چھ سال تک سخت ریاضتیں اٹھائیں۔ جسم کانٹے کی طرح خشک ہو گیا لیکن نورِ قلب میسر نہ آیا۔" [15]

جب ان تمام کوششوں کے باوجود گوتم بدھ کو نور قلب میسر نہ آیا، لہٰذا وہ اس بے اطمینانی کی کیفیت میں یہ فیصلہ نہ کر سکے کہ آیا کپل وستو واپس چلے جائیں یا اس گوہر مقصود کو حاصل کرنے کی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔

"اسی فیصلے کے بعد ایک پیپل کے پیڑ کے نیچے وہ یہ تہیہ کر کے بیٹھ گئے کہ جب تک وہ ابدی مسرت کے راز کو نہ پالیں گے یہاں سے نہ اٹھیں گے۔" [16]

گوتم بدھ اس درخت کے نیچے مراقبہ کرنے لگے، مراقبے کے دوران انہیں کچھ آزمائشیں پیش آئیں [17] اور بالآخر گوتم بدھ ۳۵ سال کی عمر میں عرفان حاصل ہوا۔ [18] جس درخت کے نیچے گوتم بدھ کو عرفان حاصل ہوا اس کے نام سے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بقول محمد شعیب:

"وہ درخت جس کے سائے میں بدھ بیٹھا تھا "شجرہ علم یا شجرہ مقدسہ" کہلایا"۔ [19]

بقول سید اظہر اقبال ہاشمی:

"اس جگہ جہاں انہیں عرفان نصیب ہوا یہ شہر گیا* میں ایک درخت تھا اور اس درخت کا نام اسی دن سے "بدھی پر کھش" پڑ گیا"۔ [20]

بقول سید سراج الاسلام:

"یہی مبارک مقام بدھ مت والوں کی زیارت گاہ بنا اور وہ درخت بدھی اور بودھی کہلانے لگا جس کے معنی "شجر تجلّی" کے ہیں"۔ [21]

یہ درخت بدھوؤں کے ہاں مقدس مانا جاتا ہے اور درخت دانش کے نام سے بھی مشہور ہے۔ طمانیتِ قلب حاصل کرنے کے بعد گوتم بدھ اس درخت کے نیچے سے اٹھے اور دیس بدیس سفر شروع کیا تاکہ اس تعلیم کو دوسروں تک پہنچا سکیں۔

اشاعت و تبلیغ

نروان کے حصول کے بعد گوتم بدھ نے اپنے فلسفہ کی اشاعت شروع کی۔ اول کاشی یعنی بنارس پہنچا، یہاں مرد و عورت سب کو دھرم سنایا، تین مہینے کے قیام میں 60 چیلے جمع کیے اور ان کو روانہ کیا کہ جاؤ، ہر طرف مذہب پھیلاؤ، پھر راج گڑھ گیا یہاں راجا پر جا سب اس کے دھرم کے پیرو بنے، پھر کپل وستو میں پہنچا جہاں اس کا بوڑھا باپ راج کرتا تھا، وطن سے رخصت ہونے کے وقت شہزادہ تھا اب جو واپس آیا تو زرد لباس، ہاتھ میں کاسہ گدائی، سر منڈا جوگی تھا۔ باپ، بیوی، بیٹے اور ساکیہ قوم کے سب مرد و عورتوں نے اس کا وعظ سنا اور چیلے ہوگئے۔ اس کے 45 برس کے بعد یعنی 80 برس کی عمر تک بدھ نے جا بجا پھر کر اپنا مذہب پھیلایا، اس طرح سے کل مگدھ اور کوسل یعنی بہار اور صوبہ جات متحدہ آگرہ و اودھ میں یہ مت جاری ہو گیا۔ [22]

اس طرح گوتم بدھ کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا جن میں مرد و عورت سب شامل تھے۔ بدھ مت کا کوئی پیرو عورت کا چھونا اور اپنا جسم عورت کو چھونے دینا روانہ رکھتا تھا تاہم وہ دونوں مریدوں کو لیکر اپنی بیوی کے پاس گئے ان کی بیوی نے جب انہیں زاہدانہ لباس میں اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا وہ بے اختیار ان کے قدموں میں گر پڑی اور زار زار رونے لگی لہٰذا گوتم بدھ نے فرقہ اناث کے لیے ایک گروہ اپنے مذہب میں قائم کیا اور ان کی بیوی جسودہارا طریقت کے حلقہ میں آکر بودھ مذہب کی سب سے پہلی گوشہ نشین بیراگن ہوئی۔ [23]

یوں اس مذہب کی اشاعت تیزی سے ہونے لگی اور اس میں خود ان کی بیوی، ان کا بیٹا اور وہ ماں جس کے زیر سایہ اس نے پرورش پائی تھی، سب ہی شامل ہوگئے۔

گوتم بدھ کی وفات

گوتم بدھ کے انتقال کے اسباب اور تاریخ کے حوالے سے روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن غالب گمان یہی ہے کہ زہریلے کھانے کی وجہ سے گوتم بدھ کا انتقال ہوا۔ The Macmillan Family Encyclopedia میں درج ہے کہ:

"The Buddha passed away into the Final state of NIRVANA about 480BC" [24]

ترجمہ: گوتم بدھ 480 قبل مسیح میں نروان کی آخری منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

جبکہ پروفیسر سید سراج الاسلام گوتم بدھ کی وفات کے متعلق لکھتے ہیں:

"۸۰سال کی عمر میں ۴۸۳ق م میں ان کا انتقال ہوا۔" [25]

بقول مصنف رماشنکر ترپاٹھی:

"ان کی تاریخ وفات کا تعین ایک مشکل کام ہے اور سانحہ وفات ہی ہماری ترتیب وار تاریخ کے سلسلہ کی سب سے اہم کڑی ہے۔ونسنٹ اسمتھ نے تاریخ وفات ۴۸۶-۴۸۷ق م متعین کی ہے لیکن ۴۸۳ق م جو تمام واقعات اور حالات جانچنے کے بعد فلیٹ اور گیگر نے قائم کی ہے، حقیقت سے قریب تر معلوم ہوتی ہے۔" [26]

اگرچہ گوتم بدھ کی تاریخِ وفات کے حوالے سے بھی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اندازا کہا جاسکتا ہے کہ گوتم بدھ کی وفات 480ق م سے 487ق م کے درمیان ہوئی۔

گوتم بدھ کے آخری الفاظ

گوتم بدھ اپنے پیروکاروں کو یہ نصیحت کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے:

"Everything that has been created is subject to decay and death, Everything is transitory, Work out your own salvation with diligence[27]."

ترجمہ: تمام مرکب اشیاء زوال پذیر ہیں، ان کے لئے فنا مقدر ہے، جی جان سے نروان (نجات) کے لئے کوشش کرلو۔

چنانچہ ان آخری الفاظ کے ساتھ اپنی سالگرہ کے دن گوتم بدھ نے انتقال کیا۔

بدھ مت کی مذہبی تعلیمات

بدھ مت اور تصور خدا

بدھ مت میں ذاتِ خداوندی کے وجود کا انکار کیا گیا ہے یا اقرار؟ اس سلسلے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض مصنفین اس بات کے حق میں دلائل دیتے ہیں کہ گوتم بدھ ذاتِ خداوندی کے وجود کے قائل تھے اور بعض نے لکھا ہے کہ وہ وجودِ خدا کے متعلق خاموش رہے اور انہوں نے اس سوال کا صراحتاً کوئی جواب نہیں دیا۔ چوہدری غلام رسول لکھتے ہیں:

"گوتم بدھ کے متعلق عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ خدا، روح، فرشتوں، قیامت اور حیات بعد الموت کے عقیدے کے منکر ہیں، یہ خیال حقائق کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گوتم بدھ نے ویدک دھرم کے تصور خدا اور روح کا انکار کیا ہے، ویدک دھرم میں روح کو ازلی، ابدی اور غیر متغیر مانا جاتا ہے اور خدا کو ہمہ اوست تصور کیا جاتا ہے، بدھ ان نظریات کا مخالف تھا، اس خیال کی تردید بدھ مت کی کتب اور اشوک کی کتبات کی روشنی میں کی جائے گی، اشوک کی کتبات گوتم بدھ کی اصلی تعلیم کو معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔" [28]

اس سلسلے میں "آتھر للی" کی کتاب "Buddhism in Christendom" کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"Confess and believe in God,Who is the worthy object of obedience. For equal to this belief I declare unto you ye shall not find such a means of Propitiating Heaven First Dhaulia Edict (Prinsep). Among whomsoever the name of God resteth, this verily is religion[29]"

ترجمہ: خدا (ایسانا) پر ایمان لاؤ اور اس کی ہستی کا اقرار کرو۔ کیونکہ وہی اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے (دھولی کا پہلا کتبہ) اشوک کے وقت کے برہمن خدا تعالیٰ کو ایسانا کہتے تھے۔" [30]

غلام رسول لکھتے ہیں کہ کسی نے بدھ سے پوچھا:

"کیا آپ برہما کے دیش کو جانتے ہیں؟ جواب دیا: ہاں برہما کو میں جانتا ہوں۔ ویسٹھا (VASETTHA) یعنی برہما کے دیش اور اس تک پہنچنے کی راہ مجھے معلوم ہے، بالکل ایسے جس طرح کوئی خود اس میں داخل ہو چکا ہو اور اس کو لیکر پیدا ہوا۔" [31]

چنانچہ اپنشدوں کے ہاں برہما خدائے واحد کا نام ہے۔ مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ خدائے واحد و برحق کے وجود کے قائل تھے لیکن ایک رائے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ گوتم بدھ اس بارے میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو بھی الوہیت کے بارے میں گفتگو کرنے سے منع

کرتے تھے۔ جب بھی گوتم بدھ کے پیروکاران سے ذاتِ خداوندی کے وجود سے متعلق سوال کرتے تو گوتم بدھ انہیں کہتے کہ ان سوالات میں اپنا وقت ضائع مت کرو بلکہ عملی و مذہبی شخص بننے اور نروان کے حصول کی کوشش کرو۔ رسومِ ہند میں درج ہے کہ:

"ایک فرقے کا یہ قول ہے کہ خدا کچھ چیز نہیں ہے اور سب میں بڑا بدھ ہوتا ہے اور اب تک چوبیس بدھ گزر چکے ہیں اور گوتم پچیسواں بدھ ہے، اسی فرقے کے لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مادے میں ایک ایسی خاصیت ہے کہ وہ خود بخود جہاں کی صورت میں بدل جاتا ہے اور پھر فنا ہو کر نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے اور یہی حالت ہمیشہ جاری رہتی ہے بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ خدا موجود ہے لیکن اس نے دنیا کو نہیں پیدا کیا اور نہ اس کو دنیا کے کاموں میں اور انسان کے نیک و بد سے کچھ علاقہ ہے، بعض کا یہ بیان ہے کہ اگرچہ خدا کو دنیا سے کچھ سروکار نہیں ہے لیکن پھر بھی تمام چیزیں اسی کی مرضی سے پیدا ہوئی ہیں۔" [32]

مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم بدھ نے نروان کے حصول کے وقت خدائے واحد کو پکارا لیکن "بدھ" کا درجہ حاصل ہونے کے بعد دوبارہ کبھی خدا کا نام نہیں لیا اور نہ ہی اس کی ذات و صفات سے متعلق اپنے پیروکاروں کو تعلیمات دیں۔ گویا گوتم بدھ نے بنیادی عقیدہ "وجود باری تعالیٰ" کو اہمیت ہی نہ دی، ورنہ وہ اپنے پیروکاروں کو خدا کی ذات و صفات سے ضرور آگاہ کرتے لیکن کیا خود "بدھا" کے نزدیک خدا کا تصور تھا یا نہیں؟ تاریخ اس حوالے سے خاموش ہے بظاہر یہ ممکن نظر نہیں آتا کہ جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کر کے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے وہ ایسی ہستی کا انکار کرے جو نجات دینے والی ہو یا وہ جو خود مصائب کی حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہو وہ خدا کی حقیقت کا کیونکر انکار کر سکتا ہے۔ البتہ بدھ مت کے پیروکار گوتم بدھ کو ہی خدا کا اوتار مانتے ہیں اور انکے ہاں صانع تخلیقِ کائنات (Creator of the world or Controller of the world) کا کوئی تصور موجود نہیں۔

روح سے متعلق عقیدہ

گوتم بدھ نے روح کی حقیقت کے بارے میں کوئی واضح عقیدہ پیش نہیں کیا اور نہ ہی "آتما (یعنی انسانی روح)" کی کوئی ایسی تعریف بیان کی ہے جس کی بدولت روح کا کوئی تصور قائم کیا جا سکے۔ بقول گوتم بدھ:

"بھکشوؤ! جب یہ ممکن نہیں کہ ایک شخصیت (یعنی روح یا آتما) اور اس شخصیت سے متعلق صفات ہمارے ذہن میں آجائیں اور ہم یقین کے ساتھ کہہ سکیں کہ ہم نے اس کا جو تصور قائم کیا ہے وہ صحیح ہے، تو پھر کسی کا یہ عقیدہ رکھنا حماقت ہے یا نہیں کہ میں نے دنیا کو اور اپنی شخصیت کو ٹھیک ٹھیک پہچان لیا ہے (میں جانتا ہوں کہ) مرنے کے بعد میرے وجود کی یہ شکل ہوگی اور میں ہمیشہ بغیر کسی تغیر کے اسی مقام پر اور اسی شکل میں زندہ رہوں گا۔" [33]

لیکن ایک رائے یہ بھی پائی جاتی ہے کہ گوتم بدھ روح کے تغیر پذیر اور بقاء کا عقیدہ رکھتے تھے۔ شردے پرکاش دیوجی کے مطابق:

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے جسم کی مثال جو کہ عناصر میں خلط ملط ہو جاتا ہے اس مہمان کی سی ہے جو میزبان سے رخصت ہوتے وقت اس کے گھر کے تعلقات کو زمانہ گذشتہ کی بات سمجھ کر وہیں چھوڑ جاتا ہے لیکن اس کا آتما (روح) نہیں مرتا۔ بلکہ ایک اعلیٰ زندگی پاتا ہے جس میں تمام رشتوں کی اصطلاحیں ختم ہو جاتی ہیں۔" [34]

عقیدہ روح کے متعلق غلام رسول "تے دگاسّا" میں نقل گوتم بدھ کا درج ذیل قول بیان کرتے ہیں:

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ لوگ ویدوں کو خواہ کتنا ہی پڑھیں لیکن وہ تمام خوبیاں اور کام جن کے باعث کوئی شخص حقیقی برہمن کہلانے کا مستحق ہوتا ہے، ان میں نہیں پائے جاتے یہ کب ممکن ہے کہ ان کا آتما (روح) جو موہ کے جال میں پھنسا ہوا ہے اس جسم کو چھوڑ دینے کے بعد برمھ کے ساتھ مل جائے گا۔"[35]

ڈاکٹر حفیظ سید اپنی کتاب میں گوتم بدھ کا "عدمِ روح" سے متعلق ایک وعظ نقل کرتے ہیں:

"بھکشوؤ! روح کے متعلق مختلف معلمین جو بھی نظریہ پیش کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ یا تو وہ پانچوں سکھندوں (صفات) کا مجموعہ ہے یا ان میں سے ایک سکھند ہے۔ اس لیے بھکشوؤ! جاہل و غیر متشرع وہی ہے جو نہ عالم و متشرع لوگوں کی صحبت میں رہتا ہے اور نہ ان کی شریعت (بودھ مذہب) سمجھتا ہے اور نہ اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ ایسا آدمی روح کے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یا تو روپ (مادی خصوصیات) ہے یا روپ میں شامل ہے یا روپ میں رہتی ہے یا یہ خیال کرتے ہیں کہ ودان (احساسات) ہے یا ودان میں رہتی ہے یا ودان میں شامل ہے، اسی طرح بقیہ تینوں سکھندوں (تصورات، رجحانات اور عقل) کے بارے میں بھی سوچتے ہیں اسی طرح روح کے بارے میں ان بیسوں طریقوں میں سے کسی ایک پر یقین رکھنے سے اسے "میں" کا خیال پیدا ہوتا ہے۔" [36]

بقول محمد مظہر الدین صدیقی:

”عیسائیت، یہودیت اور دوسرے بڑے مذاہب کے برعکس بدھ مت کو انسانی روح کی حقیقت سے انکار ہے، یہی نہیں بلکہ بدھ مت کے نظریہ کی رو سے روح کی ابدیت اور مستقل وجود کا عقیدہ انسان کی اخلاقی تمناؤں اور اعلیٰ نصب العین میں مزاحم ہے، اخلاقیات کی کوئی تعلیم کارآمد نہیں ہوسکتی جب تک انسان روح کے غلط عقیدے میں الجھا ہوا ہے۔“ [37]

چنانچہ بدھ مذہب کے ہاں عقیدہ روح کے بارے میں دو آراء پائی جاتی ہیں غالب گمان یہی ہے کہ بدھ مت میں روح کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا اور روح پر یقین رکھنا برائیوں کی جڑ سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بدھ مت کے پیروکاروں کے لئے ایک فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ روح کے خیال سے پرہیز کریں۔

تناسخ اور کرم سے متعلق عقیدہ

گوتم بدھ کی پیدائش چونکہ ہندوستان میں ہوئی تھی اور انہوں نے وہاں کے فلسفے کا بغور مطالعہ کیا تھا اس لیے انہوں نے انسان کا بار بار جنم لینا تسلیم کیا۔ لہٰذا وہ تناسخ سے انکار نہ کرسکے۔ لیکن چونکہ وہ روح کے قائل نہ تھے اس لئے اس مسئلہ کا حل انہوں نے ”کرم“ کے نظریئے کی صورت میں پیش کیا۔ بقول گوتم بدھ:

”بھکشوؤ! یہ جسم تمہارے جسم ہیں نہ دوسروں کے، تمھیں تو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ گزشتہ زمانے کے اعمال ہیں جو خواہش اور میلان کی وجہ سے مجسم ہوگئے ہیں، مادی بقا کی آرزو کے سبب سے ایک وجود بن گئے ہیں اور محسوس کیے جاسکتے ہیں۔“ [38]

محمد اسمٰعیل ہاتف رقمطراز ہیں:

”گوتم بدھ تناسخ کے بھی قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ ایک جنم کی اچھی بُری صفات اور افعال کا اثر دوسرے جنم میں منتقل ہوتا ہے اور انسان دوسرے جنم میں پہلے جنم کے کرم کا پھل پاتا ہے“۔ [39]

نظریہ کرم کی تعریف ڈاکٹر حفیظ سید نے ان الفاظ میں کی ہے:

”نظریہ کرم کے ماتحت جیسے ہی کوئی حیوان (انسان، جانور یا دیوتا) مرتا ہے، اس کیلئے ایک نئی زندگی کم و بیش آرام کے ساتھ شروع ہوجاتی ہے۔ یہ زندگی خوشگوار یا ناخوشگوار اسی حیثیت یا تناسب سے ہوتی ہے جس نسبت سے اس نے اچھے یا برے افعال و اعمال کیے ہیں، وہ سبب جو اس نئی زندگی کا باعث ہوتا ہے وہ ترشنا (تشنگی) ہے یا اُپاوان (گرفت کی کوشش کرنا) ہے، پھر حواس کا ظاہری دنیا سے اتصال ہوتا ہے اور احساسات شروع ہوجاتے ہیں۔ ان احساسات سے تشنگی یعنی ضرورتوں کے پورے کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اس تشنگی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان خواہشات کو پورا کرنے یا گرفت میں لانے کی فکر یا اپاوان اس نئے فرد کو وجود میں لا دیتی ہے اور اس نئے فرد کا ماحول، فطرت، مستقبل، وہی ”کرم“ طے کرتا ہے جو اس کے پہلے جنم کا پھل ہو۔“ [40]

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ انسان کے گزشتہ اعمال کی روشنی میں اس کے دوبارہ جنم کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں گوتم بدھ نے ہندو مذہب سے مماثلت اختیار کی کیونکہ یہ عقیدہ ہندو مذہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن گوتم بدھ نے اس عقیدے کو مزید پروان چڑھایا اور بہت ترقی دی۔

بدھ مذہب کے چار اصولی حقائق (Four Noble Truths Of Buddhism)

جس راستے پر چل کر نروان حاصل کیا جاسکتا ہے وہ راستہ چار حقائق پر مبنی ہے۔ لی بان کے الفاظ میں بدھ مذہب کے اصولی حقائق درج ذیل ہیں:

”اے راہبو یہ ہیں وہ چار محترم حقائق۔

اوّل: دنیوی مصیبت	دوم: دنیوی مصیبت کی جڑ
سوم: دنیوی مصیبت کا معدوم ہوجانا	چہارم: دنیوی مصیبت کو معدوم کردینے کا طریقہ

دنیوی مصیبت کیا چیز ہے؟ اصل میں پیدائش دنیوی مصیبت ہے، بڑھاپا، بیماری، موت ان سے دور ہونا جن سے ہم محبت رکھتے ہیں اور ان کا ملنا جن سے ہم نفرت رکھتے ہیں اسی کا نام دنیوی مصیبت ہے۔ انسان کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اور کوشش کے ساتھ بھی اسے نہیں پاتا یہ دنیوی مصیبت ہے۔ غرض وہ چیزیں جو حواس خمسہ سے حاصل ہوتی ہیں وہ دنیوی مصیبت ہیں۔

دنیوی مصیبت کی جڑ کیا ہے؟ یہ وہ خواہش ہے جو ہر وقت تازہ ہوتی رہتی ہے، وہ خواہش جو حظِ نفسانی کی شدت سے پیدا ہوتی ہے، جو اس سے لذت حاصل کرتی ہے، یہی جڑ ہے دنیاوی مصیبت کی۔

دنیوی مصیبت کو معدوم کرنا کیا ہے؟ شہوت نفسانی کو ٹھنڈا کرنا اور اس خواہش کو معدوم کردینا جو ہر وقت تازہ ہوتی جاتی ہے اور حظِ نفسانی کی شدت سے پیدا ہوتی ہے۔

اور وہ کون سا طریقہ ہے؟ جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ وہ محترم طریقہ ہے جس کے آٹھ حصے ہیں۔ بصیرت کامل سے لیکر مراقبہ کامل تک یہ ہے حقیقت اس طریقہ کی جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے۔"[41]

دنیاوی مصائب و آلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے گوتم بدھ نے چند اصول مقرر کر لئے کہ اگر انسان ان اصولوں کو اپنا لے تو وہ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی سے رک سکتا ہے۔

افراط و تفریط سے مبرا آٹھ اصول(Noble Eight-Fold Path)

گوتم بدھ نے نفسانی خواہشات پر قابو پانے کے لئے درمیانی راہ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اس درمیانی راہ کا تعین بھی کر دیا۔ اس سلسلے میں گوتم بدھ نے روحانی و جسمانی پاکیزگی کے لیے درج ذیل آٹھ اصول مقرر کیے ہیں:

۱۔ صحیح علم

یعنی حکمت نظری و عملی کے اصول و فروع کو جاننا، علت و معلول کے قانون کو بخوبی سمجھنا، کفر، شرک، الحاد، بدعت، اوہام باطلہ اور وساوس شیطانی سے پاک ہونا اور مخلوقات کے اندر خدا کا جلوہ دیکھنا۔

۲۔ صحیح ارادہ

نیک نیتی، وفاداری، راستبازی کا خیال رکھنا اور جانداروں کے ساتھ رحم و ہمدردی اور محبت کرنا۔

۳۔ صحیح گفتار

یعنی جو کچھ واقعی دیکھا یا سنا ہو اور جو صحیح علم اور ارادہ دل میں ہو بیان کرنا، جھوٹ، ریاکاری، فضول گوئی، درشت کلامی وغیرہ سے اجتناب کرنا، جھوٹی شہادت اور جھوٹے وعدے سے کوسوں دور بھاگنا۔

۴۔ صحیح چلن

ہر ایک کے ساتھ بہ حفظ مراتب نیک سلوک کرنا، صلح جوئی، دیانت، خوش خلقی، نیک اطواری کو شعار بنانا، جنگ و جہاد اور فتنہ فساد سے پرہیز کرنا، اپنے مطلب اور غرض کے لیے دوسروں کو تباہ و برباد کرنا سخت بد چلنی اور گمراہی ہے۔

۵۔ صحیح معاش

کسب حلال اور اکل حلال۔ جس سے مراد یہ ہے کہ انسان و حیوان کو نقصان پہنچانے کے بغیر اپنی محنت و قوت و بازو سے نیک روزی حاصل کرے اور کھائے۔

۶۔ صحیح سعی

تحصیل علم اور طلب حسنات میں دل و زبان اور جوارح کو ٹھیک طور پر کام میں لانا، جہالت و گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا، ضبط خودی سے اعلےٰ روحانی منزل تک پہنچنے کی جد و جہد کرنا، خلق خدا کی بہبودی میں تن من دھن سے دریغ نہ رکھنا۔

۷۔ صحیح خیال

دل کی یکسوئی کرنا، حواس ظاہری و باطنی، قوا سے افعالی اپنی خودی و خویشی جسمانی تعلقات، عالم ہستی بلکہ عالم کون و مکان کے جملہ ظہورات کی ناپائیداری پر یقین کرنا۔

۸: صحیح استغراق

لذت غیر محسوس اور سرور بیغائت میں خودی و خویشی کی محویت اور جملہ تعینات و مفروضات سے رہائی، اصل حقیقت تک رسائی، اس کو شانتی اور نربان بھی کہتے ہیں۔[42]

یہ وہ آٹھ اصول ہیں جن پر عمل کرنے والا شخص بدھی کہلاتا ہے۔ بدھ مت میں ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ان پر عمل کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی برتی جائے تو وہ نتائج حاصل نہیں ہوں گے جو انسان کی نجات کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن ان آٹھ اصولوں کو اختیار کرنے سے پہلے انسان کو درج ذیل چار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے:

پہلا مرحلہ

یہ ہے کہ انسان علی الاعلان اس بات کو تسلیم کرے اور اس کا عہد کرے کہ وہ اس طریقے کو اپنائے گا اور کسی قسم کا تساہل اور تغافل نہیں برتے گا، یہ مرحلہ حقیقت میں بدھی نظام میں داخلے کا مرحلہ ہے، یہ عہد انسان کی کامیابی کا ضامن ہو جاتا ہے لیکن کامیابی فوری اور جلدی ضروری نہیں ہے۔

دوسرا مرحلہ

اس میں انسان کے بہت سے فاسد خیالات ختم ہو جاتے ہیں، یہ وہ مرحلہ ہے جو آخری جنم سے پہلے آتا ہے اور اسی جنم میں اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص اسی دنیا میں دوبارہ جنم لے گا، اس مرحلے میں بہت سے فاسد خیالات ختم ہو جاتے ہیں۔

تیسرا مرحلہ

اس میں انسان زندگی اور موت کی آخری کشمکش میں داخل ہو جاتا ہے ایسے انسان کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آئے گا، یہ وہ مرحلہ ہے جہاں تمام فاسد اور غلط خیالات ختم ہو جاتے ہیں اور وہ پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

چوتھا مرحلہ

یہ "اڑہت" کا مرحلہ کہلاتا ہے، یہ حقائق سے واقفیت اور موت کے درمیان کا وقت ہے اور جب انسان مرجاتا ہے تو اسے "نروان" حاصل ہو جاتا ہے۔[43]

مندرجہ بالا آٹھ اصولوں کو اپنانے کے لئے ہر اس انسان کو ان چار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جس کا مقصد اور منشاء نروان حاصل کرنا ہو۔

بدھ مذہب کی تعلیم کی غرض وغایت

بدھ مذہب کی تعلیم کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ انسان اس دنیاوی زندگی میں "نروان" حاصل کرے۔ لفظِ نروان کا مطلب ہے:

"بجھ جانا، خواہشات یا تمناؤں (ترشنا) کا معدوم ہو جانا، یہ محض معدومیت ہی نہیں بلکہ کسی شخص کی حالت طمانیت بھی ہے، نروان کی حالت میں خواہش اور جذبات ختم ہو جاتے ہیں اور نجات یافتہ شخص ادھر ادھر جانے کے بجائے قطعی سکون حاصل کرلیتا ہے، نروان ایجابی لطف کے ساتھ عینیت رکھتا ہے، یہ پاکیزہ طمانیت اور حقیقی علم دیتا ہے۔"[44]

نروان کے حصول کے لئے ہر شخص کو عبادت و ریاضت کرنی پڑتی ہے اور زیبائش وآرائش سے کنارہ کشی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں گوتم بدھ کے چند اقوال درج ذیل ہیں:

۱۔ "جو شخص ضبطِ نفس کرتا ہے وہ اپنی ذاتی تربیت سے نروان کے غیر پامال رستہ میں قدم دہراتا ہے۔ (دہرم پد-۵-۱۶۰)"۔[45]

۲۔ "جو شخص خاموشی کے ساتھ ہر بات کو برداشت کرلیتا ہے اس کو نروان حاصل ہو جاتا ہے (ابید-۵-۱۳۴)"۔[46]

۳۔ "خواہش بدترین امراض میں سے ہے جب یہ بات انسان کے سمجھ میں اچھی طرح آجاتی ہے تو اسی حالت کو نروان کہتے ہیں"۔[47]

سطورِ بالا سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ نروان سے مراد ضبطِ نفس اور خواہشات کا فنا ہو جانا ہے۔ خواہشات کے فنا ہو جانے کی حالت کو ہی نروان کہا جاتا ہے، جس کے بعد طمانیتِ قلب حاصل ہوتی ہے۔ ضروری نہیں کہ نروان مرنے کے بعد ہی حاصل ہو بلکہ زندگی میں بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ گوتم بدھ نے بھی نروان مرنے سے قبل زندگی میں حاصل کیا تھا، جو افراد زندگی میں نروان حاصل کرتے ہیں انہیں "اڑہت" کہا جاتا ہے۔

نروان حاصل کرنے والوں کے لئے بدھ کی ہدایات

وہ لوگ جن کا مقصد نروان کا حصول ہو اور وہ مذکورہ بالا آٹھ اصولوں پر عمل کرنے اور ان چار مراحل سے گزرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں ان کے لئے گوتم بدھ نے کچھ ہدایات دی ہیں:

وہ رہبانیت اختیار کریں، یعنی شہری زندگی کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہہ دیں، گھر، خاندان، اہل وعیال، اہلِ محلہ، اہلِ شہر اور اہلِ حکومت سب سے علیحدگی اختیار کرلیں، تارک الدنیا بن جائیں اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کریں جو تارک الدنیا ہوں، ہر عمل اور ہر بات میں سادگی کو اپنا شعار بنائیں، لباس، خوراک اور دیگر عادات میں تکلفات کو بالکل ختم کردیں، کسی قسم کی زیب و زینت اور نمائش کو اختیار نہ کریں، تصنع اور بناوٹ سے دور رہیں، ہر اس چیز سے کنارہ کشی اختیار کریں جس میں مخلوق کی کاری گری کو دخل ہو، یہاں تک کہ وہ مکانوں میں بھی رہائش اختیار نہ کریں، ان کا قیام غاروں یا آبادی سے باہر باغوں میں

ہونا چاہیے یا پھر درختوں کے سایہ میں گزر بسر کریں۔ شہروں سے انہیں کوئی واسطہ یا تعلق نہ رکھنا چاہیے، سر اور داڑھی کے تمام بال منڈوا دیں۔ انھیں خوراک بھیک مانگ کر حاصل کرنی چاہیے اور وہ بھی صرف صبح کے وقت مانگی جائے۔[48]

ان ہدایات پر عمل کر کے گوتم بدھ کے وہ پیروکار مرد جو دنیا سے کنارہ کشی کر کے عبادت و ریاضت میں زندگی گزارتے ہیں، انہیں "بھکشو" کہا جاتا ہے اور وہ عورتیں جو اپنا گھر بار چھوڑ کر ریاضت میں زندگی گزارتی ہیں، وہ "بھکشنی" کہلاتی ہیں۔ ان کے رہن سہن سے متعلق ای مارسڈن لکھتے ہیں:

"ان کیلئے بستیوں سے دور اکثر پہاڑوں کی کھوہ میں دیار (ٹھکانے) بنے ہوئے تھے۔ جہاں بھکشو اور بھکشنیاں عبادت اور پڑھنے لکھنے میں وقت صرف کرتی تھیں، یہ سب سر منڈاتے تھے، زرد کپڑے پہنتے تھے اور بھکشا یعنی خیرات پر بسر کرتے تھے، مگدھ دیس میں اس قسم کے دہار اس کثرت سے تھے کہ ملک ہی کا نام دہار یا بہار ہو گیا۔"[49]

گوتم بدھ جانتے تھے کہ ہر شخص تارک الدنیا نہیں ہو سکتا لہٰذا انہوں نے اپنے پیروکاروں کو دو حصوں "راہب (بھکشو) اور گھریلو معتقد (دنیادار)" میں تقسیم کر کے ان کے لئے الگ ضابطے اور قوانین بنائے۔

مذہبی کتب:

بدھ مذہب کی بنیادی کتابیں تین طرح کی ہیں:

اول: سوترا (فلسفیانہ ابحاث پر مشتمل ہیں)

دوم: ونایا (خانقاہی نظم و ضبط کے اصولوں پر مشتمل ہیں)

سوم: ابھی دھرم (تشریح متون پر مشتمل ہیں)

ان سب کے مجموعے کو سنسکرت میں "تری پتاکا" اور پالی میں "تپتاکا" کہا جاتا ہے۔[50]

جبکہ انگلش میں ان کے مجموعے کو "Three Baskets of Law" کہا جاتا ہے۔ یہ کتابیں گوتم بدھ کی زندگی میں ضبطِ تحریر میں نہیں لائی گئیں بلکہ اس وقت ان تعلیمات کو زبانی یاد کرایا جاتا تھا اور ان کو یاد کرنا نہایت مقدس سمجھا جاتا تھا۔ ان کتب کی تدوین سے متعلق کرسٹوفر رابرٹس لکھتے ہیں:

"تقریباً تین سو برس کی مدت تک بدھ کی تعلیمات کو ضبطِ تحریر میں لانے کی ضرورت نہ سمجھی گئی، شہنشاہ اشوک کے زمانے میں اس کے سنہ جلوس کے اٹھارہویں سال ایک کانسل (۲۵۲ ق م) ہوئی اس نے پہلی بار ان معتقدات کو کتابی شکل دینا طے کیا۔ یہ کتابیں تری پٹک کے نام سے موسوم کی گئیں اور وہ اس وقت کی عام سادی زبان "پالی" میں لکھی گئیں۔ وہ اصلی تری پٹک جو پٹنہ میں تیار ہوئیں معدوم ہیں۔ لیکن ان کی ایک نقل مہیند لیکر لنکا گیا اس نے ان کا ترجمہ وہاں کی زبان سنگالی میں کیا۔ چنانچہ پانچویں صدی عیسوی تک یعنی سات سو برس تک یہ مقدس کتابیں سنگالی زبان میں رہیں اور پالی کی تری پٹک معدوم ہو گئی۔ ۴۲۰ء میں بدھ گوش نامی "گیا" کا رہنے والا ایک راہب لنگا گیا اور اس نے سنگالی زبان سے ان مقدس کتابوں کو پھر پالی میں ترجمہ کیا اور اب یہی تری پٹک یعنی ترجمہ کی ہوئی تری پٹک سب سے زیادہ قدیم اور مستند مانی جاتی ہیں۔"[51]

بدھ مت میں چونکہ مختلف فرقے پائے جاتے ہیں اس لئے ہر فرقے کی سوترا اور ونایا بے شمار جلدوں پر مشتمل ہوتے ہیں، اگرچہ ان کی تصنیف کئی صدیوں کے بعد ہوئی پھر بھی انہیں گوتم بدھ کے الفاظ ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔

بدھ مت کی تقسیم اور فرقے

گوتم بدھ کی وفات کے بعد ایک کونسل کا انعقاد کیا گیا جس کے نتیجے میں دو فرقوں کا ظہور ہوا۔ جن کے نام "مہاسنگی کاس اور ستھادرواد نس تھا اور آخر الذکر فرقے سے ٹوٹ کر ایک اور فرقہ سرواستھواد نس پیدا ہو گیا۔ تیسری کونسل یعنی اشوک کے عہد تک بدھ مذہب اٹھارہ مختلف فرقوں میں منقسم ہو گیا تھا۔"[52]

جس قدر بدھ مت مزید فرقوں میں تقسیم ہوتا گیا اس قدر اس کی تعلیمات میں تبدیلی پیدا ہوتی چلی گئی۔ "بدھ کی وفات کے تقریباً چار صدی بعد جو اہم تبدیلی پیدا ہوئی وہ یہ تھی کہ بدھ کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش کی جانے لگی، اسی طرح جب بدھ مت ہندوستان میں کافی پھیل گیا تو وہ سرکاری مذہب بن کر طاقتور ہو گیا تو ہندو مذہب نے اس سے مصالحت کر لی جسکی علامت کے طور پر اس کو ہندو مذہب کا گیارہواں اوتار (خدا بصورت انسان) قرار دیا گیا۔"[53]

عمومی طور پر بدھ مت کے دو بڑے فرقے بیان کیے جاتے ہیں۔

1۔ مہایان (Mahayana) 2۔ نہایان (Nihayana)

مہایان(Mahayana)

کنشک کے زمانے میں بدھ مت کی ایک کونسل میں بہت سے غیر ملکی نظریات کو بدھ مت میں شامل کرنے کا اعلان کیا گیا، ان نظریات کی شمولیت سے ایک نئے فرقے کا وجود بدھ مت میں ظاہر ہوا جسے "مہایان" کہتے ہیں۔[54]

گویا مہایان بدھ مت کا ایک ایسا فرقہ تھا جس میں اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والا یا اس سے انحراف کرنے والا دونوں شامل ہو سکتے تھے اور خود کو اس فرقے کا پیروکار کہلوا سکتے تھے۔

نہایان(Nihayana)

قدیم نظریات کے حامل فرقے کا نام "نہایان" تھا اور اس فرقے میں صرف مخصوص لوگ ہی شریک ہو سکتے تھے جن کے پیرو قدیم تعلیمات بدھ مت پر عمل کرتے تھے۔[55]

بدھ مت کے مندرجہ بالا دونوں فرقوں میں سے مہایان فرقے نے زیادہ شہرت حاصل کی، بظاہر اس فرقے کا آغاز کنشک کے زمانے سے ہوا لیکن اصل میں اس فرقے کی بنیاد مہاراجہ اشوک کے زمانے میں پڑ چکی تھی، ابتدائی طور پر گوتم بدھ کی تعلیمات کو پالی زبان میں ضبطِ تحریر میں لایا گیا تھا لیکن اس فرقے نے اپنی کتب کی تدوین سنسکرت زبان میں بھی کی، اس کی بنسبت نہایان فرقے کے عقائد و خیالات سے کم لوگ متاثر ہوئے کیونکہ اس فرقے کے عقائد میں فلسفہ اور تصوف کا رنگ زیادہ تھا۔

بدھ مت کی اخلاقیات

بدھ مت کی مذہبی تعلیمات کے وہ احکام جو "احکام عشرہ" کے نام سے مشہور ہیں، دو بڑے حصوں میں منقسم ہیں۔ پہلے پانچ احکام "پنچ شیل" کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کی پابندی بدھ مت کے تمام پیروکاروں پر چاہے وہ بھکشو ہوں یا دنیادار، فرض ہے۔ پنچ شیل میں شامل پانچ احکام درج ذیل ہیں:

1۔ کسی بھی جاندار کو ہلاک نہ کرو۔

2۔ جو چیز تمہیں نہ دی گئی ہو اسے حاصل نہ کرو۔

3۔ جھوٹ نہ بولو۔

4۔ نشہ آور اشیاء کا استعمال نہ کرو۔

5۔ ناجائز جنسی تعلقات استوار نہ کرو۔[56]

ہر بدھی پیروکار پر مذکورہ بالا پانچوں قواعد و ضوابط کی پابندی کرنا فرض ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے حصے کے ابتدائی تین اصولوں کی پابندی بھکشوؤں کے لیے ضروری ہے جبکہ عام گھریلوں معتقدین کے لیے ان کی پابندی کرنا لازمی نہیں۔ وہ تین اصول درج ذیل ہیں:

1۔ رات کو دیر سے اور زیادہ کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

2۔ عطر لگانے اور پھولوں کے ہار پہننے پر پابندی ہے۔

3۔ زمین پر سونا منع ہے۔[57]

مندرجہ بالا تین ضابطے پہلے پانچ قوانین کے ساتھ مل کر اشٹانگ شیل کی تشکیل کرتے ہیں۔ ہر بھکشو کے لیے اشٹانگ شیل کی پابندی لازم ہے جبکہ گھریلو معتقدین کے لیے پنچ شیل کی پابندی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل دو احکامات کی پابندی بھی بھکشوؤں کے لیے لازمی قرار دی گئی تاکہ وہ ریاضت کی بلند منزلوں کو چھو سکیں:

1۔ رقص، گائیکی اور تمثیل نگاری کی ممانعت۔

2۔ چاندی اور سونے کے استعمال پر پابندی۔[58]

"سنگھ" جماعت میں داخلے کے لئے ضروری ہے کہ ہر بھکشو ان تمام احکامات کی پابندی کرے تاکہ وہ جماعت کے مستقل کارکن کی حیثیت سے شامل ہو جائے، احکامِ عشرہ کے علاوہ چند ایسے پیشے ہیں جنہیں گوتم بدھ نے ممنوع قرار دیا ہے:

1۔ ہتھیار بیچنا۔

2۔ لونڈی غلام بیچنا۔

3۔ گوشت بیچنا۔

4۔ شراب بنانا یا بیچنا۔

5۔ زہر بیچنا۔[59]

گوتم بدھ کی اخلاقی تعلیمات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

1۔ دانشمندوں کی خدمت کرو اور نادانوں کی صحبت سے بچو، اس کی عزت کرو جو عزت کا مستحق ہو۔

2۔ علم حاصل کرو اور عقل کی روشنی بڑھاؤ۔

3۔ والدین کی اطاعت، اہل و عیال کی خبر گیری کرو اور ایسا پیشہ اختیار کرو جس سے کسی کو دکھ نہ ہو۔

4۔ خیرات کرو، ایمانداری سے رہو اور عزیزوں، رشتہ داروں کی مدد کرو۔

5۔ گناہ سے بچو، شراب کے پاس نہ جاؤ اور نیک کاموں سے کبھی نہ تھکو۔

6۔ عاجزی اور فروتنی اختیار کرو، قناعت اور شکر گزاری اپنا شیوہ بناؤ۔

7۔ مصیبت برادشت کرنے کی عادت ڈالو۔

8۔ اپنی عصمت کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرو۔

9۔ دل پر اتنا قابو حاصل کرو کہ کسی غم و غصہ کا اس پر اثر نہ ہو۔

10۔ "نروان" حاصل ہونے سے ناامید نہ ہو اور یقین رکھو کہ اصلاحِ اخلاق سے یہ خود بخود ملے گا۔

11۔ نفس کو زیر کرو اور تمام عالم سے محبت رکھو۔[60]

یہ وہ تمام احکامات ہیں جن کو اختیار کرنا ہر بھکشو کے لئے لازمی قرار دیا گیا اور جو ان تمام احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے مقصد "نروان" کو حاصل کر لیا، جو افراد رہبانیت اختیار نہیں کر سکتے ان کے لئے الگ احکامات مقرر کیے گئے اور ان کے لئے گنجائش رکھی گئی، تا کہ وہ بھی ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

سنگھ (SANGH)

"سنگھ" جماعت کی تاریخ بتاتے ہوئے ڈاکٹر رضی احمد کمال لکھتے ہیں:

" گوتم بدھ کے پیروکاروں میں دو طرح کے افراد شامل تھے، ایک تو وہ لوگ جو گوتم بدھ کی تعلیمات کو سچ سمجھ کر قبول کرتے تھے لیکن اپنی مشغولیتوں کی وجہ سے اتنی ہمت نہیں کر سکتے تھے کہ دنیا کے دھندوں سے بالکل علیحدہ ہو کر مکمل طور سے نروان حاصل کرنے میں لگ جائیں ایسے لوگ اپاسک کہلاتے تھے۔ دوسری طرف وہ شاگرد جو گوتم بدھ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا سے ناطہ توڑ کر سنیاس لے لیتے تھے اور اپنی پوری زندگی نروان حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیتے تھے۔ ایسے شاگرد "بھکشو" کہلاتے تھے اور بھکشوؤں کی جماعت سنگھ کے نام سے موسوم تھی"۔[61]

اس جماعت میں داخلے کیلئے امیدوار کو درج ذیل باتوں کی تصدیق کرنی پڑتی ہے:

1۔ مجھے سل، دق، مرگی اور چھوت کی کوئی بیماری نہیں ہے۔

2۔ میں غلام، قرضدار اور سپاہی نہیں ہوں۔

3۔ میں خود اپنا ذمہ دار ہوں اور اپنی خواہش سے داخلہ چاہتا ہوں۔

4۔ والدین اگر زندہ ہیں تو میں نے ان سے اجازت لے لی ہے۔[62]

جو بھی شخص اس جماعت میں داخل ہونا چاہتا ہے اسے مندرجہ بالا چار شرائط کے علاوہ درج ذیل احکامات کی پیروی بھی کرنی پڑتی ہے:

1۔ بدھ شریعت کی مکمل پیروی کرنا۔

2۔ گیروا کپڑے پہنے۔

3۔ تہبند، لنگوٹ اور چادر بطور لباس پہننا۔

4۔ وہی کھانا جو بطور اسے بھیک مل جائے۔

5۔ دوپہر کے بعد قلیل غذا کھانا۔

6۔ مجرّد زندگی بسر کرنا۔

7۔ جنگل یا باغ میں قیام کرنا۔[63]

اس انجمن میں داخلے کیلئے ذات پات کی کوئی تمیز نہیں رکھی گئی اور نہ ہی اس میں داخلے کیلئے کسی قسم کا کوئی جبر کیا جاتا ہے بلکہ ہر شخص اپنی مرضی سے اس میں داخل ہوتا ہے اور جب چاہے اس سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے۔

سٹوپا اور پگوڈا

سٹوپا اور پگوڈا کا شمار بدھ مت کی اولین مذہبی یادگاروں میں ہوتا ہے۔ سٹوپا کی تاریخ سے متعلق مصنف کرسٹوفر رابرٹس لکھتے ہیں:

"جب گوتم بدھ نے وفات پائی تو اسکی چِتا کو جلانے کے بعد راکھ کو آٹھ حصوں میں تقسیم کرکے دفنایا گیا۔ ہر مقام تدفین پر ایک سٹوپا تعمیر کیا گیا جبکہ دو سٹوپاؤں میں راکھ دان اور چِتا کے کوئلوں کو دفنایا گیا، بعد ازاں یہ دس سٹوپا تاریخ کی دھند میں گم ہو گئے اور اب کسی کو بھی ان اصل سٹوپاؤں کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں تھے، اشوک نے تیسری صدی قبل از مسیح بدھ مت قبول کرنے کے بعد اصل سٹوپاؤں میں سے گوتم بدھ کی باقیات نکلوائیں اور کئی ہزار سٹوپا تعمیر کروا کر ان میں رکھوا دی تھیں۔ رفتہ رفتہ سٹوپا مقام تدفین کی بجائے عبادت گاہ کا تقدس پا گیا، وقت گزرنے کے ساتھ سٹوپا کا طرز تعمیر اور نمونہ بھی تبدیل ہوا، انہیں طرز تعمیر کے فرق کی بناء پر مختلف نام دیئے گئے جن میں سے چند یہ ہیں: تورانا، ویدکا، ہرمیکا، چترا یشی۔ قدیم ترین سٹوپا ہندوستان کے شہر سانچی میں ہے جبکہ بلند ترین سٹوپا تھائی لینڈ میں ہے جسکی اونچائی 127 میٹر ہے۔"[64]

چنانچہ سٹوپا ہندوستان اور جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ایسی عمارت کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق بدھ مت سے ہو، جب بدھ مت کی اشاعت دوسرے ایشیائی ممالک میں ہوئی تو سٹوپا نے ہی پگوڈا کی شکل اختیار کر لی لیکن ان میں فرق ہے:

"پگوڈا مشرقی ایشیا میں موجود بدھ معبودوں کو کہا جاتا ہے جنہیں غیر مذہبی مقاصد کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔"[65]

موجودہ دور میں دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کیلئے سٹوپا اور پگوڈا میں تمیز کرنا ایک مشکل کام ہے۔ بنیادی طور پر سٹوپا کی پانچ اقسام ہیں اور انہیں پانچ عناصر مٹی، ہوا، پانی، آگ اور خلا سے منسوب کیا جاتا ہے۔

دھرم (DHARMA)

بدھ مت میں جس طرح بدھا اور سنگھ کی بہت اہمیت ہے اسی طرح "دھرم" کی اصطلاح بھی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ دھرم بدھ کے مذہب کی شریعت ہے، جو ابدی ہے اور یہ دنیا دھرم یا راستبازی کے قوانین کی ہی پیروی کرتی ہے۔[66] بدھ متی پیروکاروں کے لیے اس دھرم کی پابندی کرنا اور اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔

بدھ مت کی ترویج و اشاعت اور مقامی تبدیلیاں

موریہ شہنشاہ اشوک نے کالنگا کے علاقے کو ایک خونریز جنگ کے بعد فتح کیا، اس واقعے نے اس کے قلب و ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا اور اس نے بدھ مت کو قبول کر لیا، اس نے کشت و خون سے توبہ کر لی اور بدھ مت کی ترویج کیلئے ستون اور سٹوپا تعمیر کروانے لگا، ان پر کندہ کی جانے والی تحریروں میں تمام جانداروں کی جان کا احترام کرنے کی تاکید کی گئی تھی نیز لوگوں سے کہا گیا تھا کہ وہ دھرم کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اس کے علاوہ اس نے سارے ملک میں سڑکیں اور شفاخانے تعمیر کروائے، یہ وہ پہلا دور ہے جس میں بدھ مت ہندوستان سے باہر فروغ پانے لگا، اشوک کے ستونوں اور الواح سے پتا چلتا ہے کہ اس نے بدھ مت کی تبلیغ کیلئے بہت سے ملکوں میں وفد بھیجے تھے۔[67]

اشوک کے بدھ مت اختیار کر لینے کے بعد بدھ مت ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک مثلاً جنوب میں افغانستان اور وسطی ایشیا تک، شمال میں نیپال، تبت اور چین تک، جنوب میں سیلون تک اور مشرق میں برما، سیام، انڈوچائنا، انڈونیشیا، ملحقہ جزائر اور جاپان تک پھیل گیا:

"چین میں یہ پہلی صدی عیسوی میں داخل ہوا اور بعد میں کوریا کے راستے چین سے جاپان پہنچا۔"[68]

جیسے جیسے بدھ مت مختلف ممالک میں پھیلتا گیا اس میں نئے فرقوں اور نئی تحریکوں نے جنم لیا۔ "ان میں ایک زین بدھ مت ہے جس نے جاپان میں زور پکڑا۔"[69]

جاپان میں بدھ مت کی اشاعت کے بارے میں "Encyclopedia of the World's Nations and Cultures" میں درج ہے کہ:

" Buddhism was introduced into Japan in the sixth century and has been the country's principal religion since the seventh century Its Revolution has been marked by the rise and spread of over 13 sects (Sbu) and 56 denominations. Buddhism has also had a profound effect on Japanese culture, including the arts, gardens and the tea ceremony[70]."

ترجمہ: بدھ مت چھٹی صدی عیسوی میں جاپان میں متعارف ہوا اور ساتویں صدی عیسوی تک اس کو ملک کا سرکاری مذہب بنا دیا گیا۔ اپنے اوائل سے ہی یہ مرکز نگاہ رہا اور یہ انقلاب ۱۳ فرقوں اور ۵۶ سلطنتوں تک پھیل گیا۔ بدھ مت نے جاپانی ثقافت بشمول فنون، باغات اور چائے پیش کیے جانے کی روایت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

جبکہ سری لنکا میں "بدھ مت کی ترویج و اشاعت اشوک کے بیٹے مہندا اور اس کے چھ ساتھیوں کے دور میں دوسری صدی قبل از مسیح میں ہوئی۔" [71]

بدھ مت نے کوریا میں بھی زور لگایا "کوریا میں بدھ مت 372ء میں کوریائی سلطنت گوگوریو میں چینی سفارت کاروں کے ذریعے پھیلا۔ ساتویں صدی سے بدھ مت خصوصاً سیون (زین) بدھ مت کوریا میں پھلتا پھولتا رہا تاہم 1392ء میں پی خاندان کی حکومت کے دوران کنفیوشس مت فروغ پانے لگا، اس عرصے میں بدھ مت کے خلاف امتیازی سلوک کیا گیا یہاں تک کہ اس کا نام و نشان تک مٹ گیا سوائے سیون تحریک کے۔" [72]

انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں جب شری وجے سلطنت نے بدھ مت قبول کیا، اس وقت "شری وجے سلطنت نے جنوب مشرقی ایشیا میں وسعت پائی تو اس کے ساتھ مہایان بدھ آرٹ نے بھی فروغ پایا، اس پورے خطے میں اس دور سے تعلق رکھنے والے بودھی ستو کے جو مجسمے ملے ہیں وہ نہایت دلکش اور تخلیقی صناعی کا شاہکار ہیں، جاوا میں 780ء کے لگ بھگ تعمیر ہونے والے دنیا کے سب سے بڑے بدھ معبد کے آثار ملے ہیں اس بدھ معبد کا نام بوربدر تھا، اس معبد کی دیواروں پر گوتم بدھ کی 505 تصویریں موجود ہیں جو مہایان بدھ مصوروں کی تخلیقی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں، ہندوستانی حکمرانوں کے ساتھ تنازعات کی وجہ سے بدھ مت کی پیروکار انڈونیشیائی شری وجے سلطنت کمزور پڑ گئی اور آخر تیرھویں صدی میں اسلامی توسیع کے نتیجے میں ختم ہو گئی"۔ [73]

تبت میں بدھ مت ساتویں صدی قبل عیسوی میں پہنچا "تبت میں یہ مذہب ایک راجا کی کوششوں سے پہنچا جس کا نام سرانگ سان گیمپو بتایا جاتا ہے، ان نظریات کے ساتھ ساتھ جادوٹونے، ٹوٹکے اور تعویزوں کا رواج بھی ہو گیا، تبت میں مہایانی فرقے کے نظریات میں ہندو مت کے تصورات کی آمیزش بھی ہو گئی۔" [74]

نیپال میں بدھ مت کی اشاعت کے بارے میں لی بان، تمدن ہند میں لکھتے ہیں:

"بدھ مذہب نیپال میں بہت قدیم زمانہ میں گیا۔ بلکہ روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ خود شاکیا منی بنفس نفیس وہاں گئے تھے اور نیپال ہی کی قدیم خانقاہوں میں اس مذہب کی سب سے پرانی کتابیں ملی ہیں۔ انہی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ اشوک جو تیسری صدی قبل مسیح میں مگدھ کا بادشاہ تھا اس ملک میں سیتوناتھ اور پسپتی وغیرہ مقدس مندروں کی زیارت کو آیا تھا اور اسی نے پاٹن کا شہر جس کا نیپالی نام لات پاٹن ہے بسایا تھا۔ ظاہراً یہ پاٹلی پتر کی خرابی ہے جو کہ اشوک کا دارالحکومت تھا۔ یہاں بہت سے مندروں کے کھنڈر جو ٹیلوں کی صورت میں ہیں نہایت قدیم زمانے سے اشوک کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔" [75]

اسی طرح اگر برما کی بات کی جائے تو "برما میں بدھ مذہب برہمنی دیوتا کے ساتھ گیا، مسٹر ویلر جو کہ برما میں ایک برٹش عہدہ دار تھے لکھتے ہیں کہ برما کے بدھسٹ ویدی دیوتاؤں میں علی الخصوص اندرا اور برہما کی بھی پرستش کرتے تھے اور برہما کا بادشاہ اپنے دربار میں ہمیشہ برہمنوں کو رکھتا ہے اور وہی صاحب لکھتے ہیں کہ کوہ التامی کے موالی مغل خواتین ویدی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں۔" [76]

جیسے جیسے بدھ مت دوسرے ممالک میں پھیلتا گیا اسی قدر وہاں کے مقامی عقائد سے بھی متاثر ہوا، اس طرح بدھ مت میں تبدیلیاں پیدا ہوتی گئیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ:

"اپنی توسیع کے دوران میں وہ (بدھ مت) بڑے تغیرات سے گزرا اور بعض اوقات تو اس میں بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئیں لیکن اس طرح بحیثیت مجموعی بدھ مت دراصل ایک مذہب کے بجائے مذاہب کا ایک خاندان ہے عملاً اس نے مقامی مذاہب و عقائد کے ساتھ مصالحت کے ذریعے اپنا راستہ پیدا کیا اکثر اوقات اس طرح مختلف عقائد میں امتزاج کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اس میں بدھ مت کے خصوصی و امتیازی عنصر کا پتہ چلانا مشکل ہے، مزید برآں چین اور جاپان جیسے ممالک میں بدھ مت کے بیشتر پیرو ساتھ ساتھ اپنے اصلی قومی مذاہب کے بھی وفادار تھے جس کے باعث یہ معلوم کرنا دشوار ہوتا تھا کہ بدھ مذہب کے معنی کیا ہیں۔" [77]

اسی طرح اگر چین کی بات کی جائے تو:

”چین کا بدھ مذہب جو ہندوستان سے پہلی صدی کے بعد داخل ہوا تھا اصل بدھ مذہب سے بہت کم مشابہت رکھتا ہے، متعدد مقامی قصص، روایات، رسومات اور فرائض کا بدھ مذہب میں اضافہ کر دیا گیا ہے تا کہ اس کو گہرا چینی رنگ دیا جاسکے۔“ [78]

چین کی طرح دوسرے ممالک میں یہی صورتحال رہی۔ ہندوستان کے حوالے سے ایک مصنف لکھتے ہیں:

”بدھ مذہب نے بہرحال ایک آزاد مذہب کی حیثیت سے اپنے لئے مقام پیدا کرلیا اور کئی صدیوں تک ہندوستان کے بڑے حصہ کا غالب مذہب رہا لیکن وہ بھی بالآخر ہندو مذہب سے گھل مل گیا۔“ [79]

چنانچہ بدھ مت جہاں جہاں گیا وہاں کے رسم ورواج اور عقائد اس کا حصہ بنتے چلے گئے اور بدھ مت ان مذاہب میں ضم ہوتا چلا گیا اور اس کی شناخت تبدیل ہوتی رہی۔

خلاصہ

کسی بھی مذہب کا دارومدار اس کی بنیادی تعلیمات پر ہوتا ہے اور تعلیمات کا ماخذ اس کے بانی کے فرامین ہوتے ہیں۔ مذہب کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ بانی کی زندگی میں ہی ان کے فرامین کو صفحہ قرطاس پر لا کر اس کی صحت کی یقین دہانی کرلی جائے تاکہ شکوک وشبہات سے بالاتر مستند تعلیمات اس کے پیروکاروں تک پہنچ سکیں۔ اس حوالے سے بدھ مت کے ہاں ہمیں ان کی بنیادی تعلیمات کی صحت کا اعتبار نہیں کیونکہ حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہے کہ گوتم بدھ کی وفات کے کئی سو سال بعد ان کی تعلیمات کو ضبط تحریر میں لایا گیا جس کی بناپر اس بات کا احتمال ہے کہ موجودہ تعلیمات میں اور ان کی تعلیمات میں واضح فرق موجود ہے کیونکہ عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ زمانوں کے فرق سے جو بات روایت کی جائے اس کی صداقت میں شک ہوگا۔ بدھ مت کے موجودہ بنیادی مصادر ومراجع کے مطابق گوتم بدھ نے خالق کائنات، روح، جنت ودوزخ کا کوئی تصور پیش نہیں کیا، جبکہ تناسخ اور کرم کے نظریے میں گوتم بدھ نے ہندومت کی پیروی کی۔ مرورزمانہ کے ساتھ بدھ مت کئی فرقوں میں تقسیم ہوگیا اور اس میں مقامی تبدیلیاں پیدا ہوتی گئیں۔ آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں بدھ مت کے پیروکاروں کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ جبکہ پاکستان میں موجود زمین کا خطہ اپنے زمانے میں بدھ مت کا تاریخی مقام رہا ہے، جس کے آج بھی تاریخی آثار موجود ہیں جنہیں دیکھنے دنیا بھر سے بدھ مت کے پیروکار آتے ہیں۔

---

[1] ۔ ایس رادھاکرشنن، ڈاکٹر، گوتم بدھ، آج کل (گوتم بدھ نمبر)، نومبر 1956ء، شمارہ نمبر:04، ص5۔

S.rādhā Kiršnn Dr.Gotam Budh, ā◌ğkal(Gautam budh number), november1956ʾ,issu:04, P.5.

[2] ۔ بھوپالی، محمد اسماعیل ہاتف، گوتم بدھ، رسالہ زمانہ کانپور (1903 تا 1942ء) سے انتخاب، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1993ء، ج4، ص1۔

Bhwpāli, mḥmd āsmāʿil hātif, Gautam budh, rsālh zmānh Kānpur(1903 to 1942) sy āntkẖāb, mktbh ğāmʿh Limited new Delhi1993ʾ, vol.4, P.1

[3] ۔ سٹراس، مسٹر، بدھ اور اس کا مت، شیونرائن شمیم، کاشی رام پریس، لاہور، طبع ثانی:1926ء، ج2، ص29۔

Strās, mstr, bdh āwrās kāmt, šywnrāyn šmym, kāšy rām Press, lāhore, ṭbʿṯāny 1926, vol.2, p.29

[4] ۔ دلبر حسن نقشبندی، علامہ، اسلام اور مذاہبِ عالم، یونائیٹڈ پبلشرز، کراچی 1989ء، ص46۔

dlbrḥsn nqšbndy,ʿlāmh, āslām āwrmḏāhb◌ِ ālm, United publishers, karāchi, 1989ʾ, p.46

[5] The New Encyclopedia Britannica, William Benton Publisher, Chicago, 1943AD-1973AD,15th Addition, V:2,P:342.

[6] ۔ سوانح عمری مہاتمابدھ، ص10۔

swānḥ ʿmry mhātmābdh, p.10

[7] ۔ منمتھ ناتھ دت، سری کرشن گوتم اور دوسرے رہنما، مترجم نارائن پرشاد ورماہر، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، 1993ء، ص127۔

mnmth nāth dt, sry kršn gwtm āwr dwsry rhnmā, mtrğm nārāyn pršādwrmāhr, mktbh ğāmʿh lemited new Delhi,1993 ʾ،ṣ127-

[8] ۔بدھ اور اسکا مت، ص29۔

bdh āwrāskāmt, p.29

[9] ۔ہاشمی، اظہر اقبال، سید، مذاہبِ عالم پر ایک نظر، اختر بک ڈپو، کراچی، 1975ء، ص14۔

Āšmy, āẓhrāqbāl, syd, mḏāhb ̣ālm par āyk naẓr, āẖtrbk dpw, karāchi, 1975ʾ, p.14

[10] ۔محمد مجیب، تاریخ تمدن ہند، پروگریسو بکس، لاہور، 1986ء، ص85۔

mḥmdmğy b, tāryẖ tmdn hnd, prwgry swbks, lāhore, 1986ʾ, p.85

[11] -The New Encyclopedia Britannica, P:342

[12] -Forwarded by,S. Radhakrishnan,2500 years of Buddhism,The Publication Division Ministry of information and Broadcasting Government of India, May 24 ,1956AD, P:vi

[13] ۔مذاہبِ عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ، ص188۔

mḏāhb ̣ʿālm āyk mʿāšrty wsyāsy ğāyzh, p.188

[14] ۔رضی احمد کمال، ڈاکٹر، برصغیر کے اہم مذاہب، اپنا ادارہ، لاہور، 2006ء، ص74۔

rḍy āḥmd kmāl, Dr., brṣġyr ky āhm mḏāhb, āpnāādārh, lāhore, 2006ʾ, p.74

[15] ۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص234۔

mḏāhb ʿālm kātqābly mṭālʿh, p.234

[16] ۔برصغیر کے اہم مذاہب، ص75۔

brṣġyr ky āhm mḏāhb, p.75

[17] ۔مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ، ص188۔

mḏāhb ʿālm āyk mʿāšrty wsyāsy ğāyzh, p.188

[18] ۔ترپاٹھی، رماشنکر، قدیم ہندوستان کی تاریخ، مترجم سید سخی حسن نقوی، سلسلہ مطبوعات ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، 1981ء، ص128۔

Trpāthi, rmāšnkr, qdym hndwstān ky tāryẖ, mtrğm sydsẖy ḥsn nqwy, slslh mṭbwʿāt trqy ārdwby wrw, ny dhly, 1981ʾ, p.128

[19] ۔محمد شعیب، ابو عبداللہ، اقوام عالم کے ادیان ومذاہب، مسلم پبلیکیشنز، گوجرنوالہ، 2007ء، ص94۔

mḥmdšʿyb, ābwʿbdāllh, āqwām ʿālm kyādyān wmḏāhb, mslm pblykyšnz, gwğrnwālh, 2007ʾ, p.94

[20] ۔مذاہب عالم پر ایک نظر، ص15۔

mḏāھb ʿālmپ rā یکnẓr،ṣ15-

[21] ۔سید سراج الاسلام، پروفیسر، تاریخ پاک وہند، غضنفر اکیڈمی، کراچی، ستمبر 2003ء، ص29۔

sydsrāğ āl-āslām, prwfysr, tāryẖ pāk whnd, ġḍnfrākydmy, karāchi, stmbr2003ʾ, p.29

[22] ۔ای۔مارسڈن، تاریخِ ہند، مترجم لالہ جیارام۔ خلیفہ عمادالدین، بک ہوم، لاہور، 2006ء، ص48۔

Āymārsdn, tāryẖ ̣hnd, mtrğm lālh ğyārām-ẖlyfh ʿmādāldyn, bk hwm, lāhore, 2006ʾ, p.48

[23] ۔ایضاً، ص48۔

Ibiḍ, p.48

[24] -The Macmillan Family Encyclopedia, MACMILLAN LONDAN LTD, 1982AD, P:539

[25] ۔تاریخ پاک وہند، ص29۔

tāryẖ pākwhind, p.29

[26] ۔قدیم ہندوستان کی تاریخ، ص129۔

qdym hndwstān ky tāryẖ, p.129

[27] -Madhu Bazoz Wangu,World Religions,Viva Books Pvt Ltd, New Delhi, V:3, P.31

[28] ۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص252۔

mḏāhb ʿālm kātqābly mṭālʿh, p.252

[29] -Arthur Lillie, Buddhism In Christendom, Kegan Pavl, Trench & Co, I Pater Noster Square, London, 1887AD, P.219

[30] ۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص253۔

mḏāhb ʿālm kā tqābly mṭālʿh, p.253

[31] ۔ایضاً۔

Ibiḍ

[32] ۔رسومِ ہند، مجلسِ ترقی ادب,لاہور، 1961ء، ص12۔

rswm ِhnd, mǧlsِ trqy ādb, lāhore, 1961ʾ, p.12

[33] ۔تاریخ تمدنِ ہند، ص90۔

tāryẖ tmdn ِhnd, p.90

[34] ۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص254۔

mḏāhb ʿālm kātqābly mṭālʿh, p.254

[35] ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

[36] ۔حفیظ سید، ڈاکٹر، گوتم بدھ (سوانح، حیات وتعلیمات)، سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو(ہند)، دہلی، 1942ء، ص80۔

ḥfyẓ syd, dr,gwtm bdh (swānḥ, ḥyāt wtʿlymāt), slslh mṭbwʿāt ānğmn trqy ārdw (hnd), dhly,1942 ʾ, p.80

[37] ۔صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہبِ عالم، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، لاہور، 1957ء، ص26۔

ṣdyqy, mḥmdmẓhrāldyn, āslām āwrmḏāhbِʿālm, ādārh ṯqāftِ āslāmyh, lāhore, 1957ʾ, p.26

[38] ۔تاریخ تمدنِ ہند، ص91۔

tāryẖ tmdn ِhnd, p.91

[39] گوتم بدھ، رسالہ زمانہ کانپور (1903 تا1942ء) سے انتخاب، ص2۔

gwtm bdh, rsālh zmānh kānpwr (1903 tā 1942ʾ) syānthāb, p.2

[40] ۔گوتم بدھ (سوانح، حیات وتعلیمات)، ص82۔

gwtm bdh, swānḥ, ḥyāt wtʿlymāt, p.82

[41] ۔گستاولی بان، ڈاکٹر، تمدنِ ہند، مترجم سید علی بلگرامی، بک لینڈ، کراچی، 1962ء، ص260۔

gstāwly bān, dr, tmdn ِhnd, mtrğm sydʿly blgrāmy, bk lynd, karāchi, 1962ʾ, p.260

[42] ۔سوانح عمری مہاتما بدھ، ص49۔

swānḥ ʿmry mh ātmābdh, p.49

[43] ۔اسلام اور مذاہبِ عالم، ص54۔

āslām āwrmḏāhbِʿālm, p.54

[44] ۔مہاپتر، امولیہ رنجن، فلسفہ مذاہب، مترجم یاسر جواد، فکشن ہاؤس، لاہور، 1998ء، ص191۔

Mhāptr, āmwlyh rnğn, flsfh mḏāhb, mtrğm yāsrğwād, fkšn haws, lāhore, 1998ʾ, p.191

[45] ۔سری کرشن گوتم اور دوسرے رہنما، ص163۔

sry kršn gwtm āwrdwsryrh nmā, p.163

[46] ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

47 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

48 ۔اسلام اور مذاہب عالم، ص55۔

āslām āwrmḏāhb ِ ʿālm, p.55

49 ۔تاریخ ہند، ص49۔

tāryẖ ِhnd, p.49

50 ۔کرسٹو فر رابرٹس، گوتم بدھ سے دلائی لاماتک، مترجم محمد احسن بٹ، دارالشعور، لاہور، 2006ء، ص62۔

Christopher Robert, wtm bdh sydlāy lāmātk, mtrğm mḥmdāḥsn bt, dārālšʿwr, lāhore, 2006ʾ, p.62

51 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

52 ۔مذاہب عالم، ص89۔

mḏāhb ِ ʿālm, p.89

53 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

54 ۔اسلام اور مذاہب عالم، ص63۔

āslām āwrmḏāhbʿālm, p.63

55 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

56 ۔کرشن کمار، گوتم بدھ راج محل سے جنگل تک، مترجم پرکاش دیو، نگارشات پبلشرز، لاہور، 2002ء، ص274۔

ršn kmār, gwtm bdh rāğ mḥl syğngl tk, mtrğm prkāš dyw, ngāršāt pblšrz, lāhore, 2002ʾ, p.274

57 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

58 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

59 ۔علوی، امیر احمد، منشی، گوتم بدھ، دارالناظر پریس، لکھنؤ، 1923ء، ص28۔

ʿlwy, āmyrāḥmd, mnšy, gwtm bdh, dārālnāẓrprys, lkhnw, 1923ʾ, p.28

60 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

61 ۔برصغیر کے اہم مذاہب، ص80۔

brṣġyrky āhm mḏāhb, p.80

62 ۔اسلام اور مذاہب عالم، ص57۔

āslām āwrmḏāhb ِ ʿālm, p.57

63 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

64 ۔گوتم بدھ سے دلائی لاماتک، ص50۔

gwtm bdh sydlāy lāmātk, p.50

65 ۔ایضاً۔

Ibiḍ.

[66] ۔فلسفہ مذاہب، ص193۔

flsfh mḏāhb, p.193

[67] ۔گوتم بدھ سے دلائی لاماتک، ص47۔

gwtm bdh sydlāylāmātk, p.47

[68] ۔چیئرمین، جسٹس ایس اے رحمان، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، 1987ء، ص223۔

Chairman, ğsts āys āyrḥmān, ārdwğāmʿinsyklwpedia, 1987ʾ, p.223

[69] ۔ایضاً، ص223۔

Ibiḍ, p.223

[70] -George Thomas Kurian, Encyclopedia of the World's Nations and Cultures, Viva Books private limited, india,V:2,P:1067-

[71] ۔گوتم بدھ سے دلائی لاماتک، ص49۔

gwtm bdh sydlāy lāmātk, p.49

[72] ۔ایضاً، ص57۔

Ibiḍ, p.57

[73] ۔ایضاً، ص59۔

Ibiḍ, p.59

[74] ۔اسلام اور مذاہبِ عالم، ص71۔

āslām āwrmḏāhb ِ,ʿālm, p.71

[75] ۔تمدنِ ہند، ص273۔

tmdn ِhnd, p.273

[76] ۔مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص278۔

mḏāhb ʿālm kātqābly mṭālʿh, p.278

[77] ۔مذاہب عالم ایک معاشرتی وسیاسی جائزہ: ص194۔

mḏāhbʿālm āykmʿāšrty wsyāsy ğāyzh, p.194

[78] ۔ایضاً۔

Ibiḍ

[79] ۔ایضاً، ص195۔

Ibiḍ, p.195